تذکرہ تیرا اور تیری باتیں !

تا ابد تیری حکمرانی ہے
اِک تری ذات غیر فانی ہے

تُو ہی تنہا ہے تُو ہی یکتا ہے
کون دنیا میں تیرا ثانی ہے

تُو حقیقت ہے دونوں عالم میں
اور جو کچھ بھی ہے کہانی ہے

تُو ہے خالق مہ و ستارہ کا
نور بھی تیرا جاودانی ہے

تیرے ایما سے شعلے پھول بنے
لُطف سے تیرے آگ پانی ہے

تذکرہ تیرا اور تِری باتیں
گُلفشانی سی گلفشانی ہے

تُو ہواؤں میں سانس لیتا ہے
پانیوں میں تِری روانی ہے

لامکاں تُو ہے اور لامحدود
بے نشانی تِری نشانی ہے

اِک نیا پن ہے ہر زمانے میں
گو یہ دنیا بہت پرانی ہے

پھول پت جھڑ میں بھی کھلے اکثر
کیا عجب تیری باغبانی ہے

ہم جو ہیں آج بے طرح غمگیں
مہرباتوں کی مہربانی ہے

دیکھ بازارِ زندگی میں ابھی
نیکیوں کی بہت گرانی ہے

تذکرہ تیرا اور لبِ ثاقب
زندگی کس قدر سہانی ہے

نومبر ۹۴ء کا ایک مکتوب

نیوجرسی (شمالی امریکہ)

۲۲ نومبر ۱۹۹۴ء

برادرم محترم! ہدیہ سلام و رحمت فراواں

میں ۲۶ اکتوبر ۱۹۹۴ء سے شمالی امریکہ میں ہوں۔ میرا ایک شاگرد رشید ڈاکٹر سردار منصور (صدر ایسٹرن آرٹ فورم) نیوجرسی نے نیویارک کی متعدد ادبی انجمنوں کے اشتراک و تعاون سے ۲۹ اکتوبر کو نیوجرسی کے روز ویلٹ ہوٹل میں "جشنِ راغب" اور ایک عالمی مشاعرے کا اہتمام کیا تھا۔

آمدم برسرِ مدعا۔ آج شب عالمِ خواب میں آپ کو دیکھا اور آپ کی زبانِ مبارک سے ایک نعت سُنی مگر ترنم سے نہیں چونکہ سحر خیزی کی عادت ہے لہذا نمازِ فجر سے کچھ قبل آپ کی نعتیہ شاعری پر دس شعر ہوگئے۔ جو آپ کی نذر کر رہا ہوں۔

طالبِ دُعا

راغب مراد آبادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدح خوانِ سرورِ بطحا ہیں ثاقبؔ زیروی
مستحقِ جنّت الماویٰ ہیں ثاقبؔ زیروی

جانتے ہیں مُرسِل و مُرسَل کا فرق و امتیاز
نعت گو اس وصف میں یکتا ہیں ثاقبؔ زیروی

نعت گوئی کی بحمد اللہ اِس انداز سے
محفلِ سرکارؐ میں گویا ہیں ثاقبؔ زیروی

سالکؔ مرحوم بھی تھے ان کے اوصاف آشنا
اب نہ پُوچھے مجھ سے کوئی کیا ہیں ثاقبؔ زیروی

دولتِ سرمد ہے یہ مجموعۂ نعتِ رسولؐ
فیض یاب ربّی الاعلےٰ ہیں ثاقبؔ زیروی

مولانا عبدالمجید خاں سالک (مدیر انقلاب)

شمعِ حُبِّ احمدؐ مرسل ہے دل میں ضَو فگن
بے نیازِ دولتِ دنیا ہیں ثاقبؔ زیروی

جملہ اصنافِ سُخن میں شعر گوئی کی مگر
نعت میں بھی مثل آپ اپنا ہیں ثاقبؔ زیروی

ہے صحافت میں بھی حق گوئی و بے باکی پہ ناز
بندۂ حق گو مرے مولا ہیں ثاقبؔ زیروی

حرفِ حق کہنے سے باز آجائیں ممکن ہی نہیں
نرغۂ اعداء میں گو تنہا ہیں ثاقبؔ زیروی

نعت گوئی ہی کا اے راغبؔ یہ اِک اعجاز ہے
وارثِ فکرِ فلک پیما ہیں ثاقبؔ زیروی

راغبؔ مراد آبادی

شمعِ حُبِّ احمدؐ مرسل ہے دل میں ضَو فگن
بے نیاز دولتِ دنیا ہیں ثاقبؔ زیروی

جملہ اصنافِ سُخن میں شعر گوئی کی مگر
نعت میں بھی مثل آپ اپنا ہیں ثاقبؔ زیروی

ہے صحافت میں بھی حق گوئی و بے باکی پہ ناز
بندۂ حق گو مرے مولا ہیں ثاقبؔ زیروی

حرفِ حق کہنے سے باز آجائیں ممکن ہی نہیں
نرغۂ اعداء میں گو تنہاء ہیں ثاقبؔ زیروی

نعت گوئی ہی کا اے راغبؔ یہ اک اعجاز ہے
وارثِ فکرِ فلک پیما ہیں ثاقبؔ زیروی

راغبؔ مراد آبادی

عمل کے نام سے ہر فرد زندگی خالی
بنام دین و عقائد ہے روز جنگ و جدال

خدا پرستی بھی اب ہے نشانۂ تضحیک
بچھے ہوئے ہیں بہر گام معصیت کے جال

یہ چیرہ دستیٔ اہلِ خرد کوئی دیکھے
ہوئی ہے کسطرح انساں کی آبرو پامال

مَیں کم نگاہیٔ اہلِ نظر پہ حیراں ہوں
نظر میں رکھتے نہیں لوگ کیوں عروج و زوال

ہمارے عزم میں تنویرِ عزمِ شبیریؓ
ہمارے فکر میں دینِ محمدیؐ کا جلال

کیا ہے عہدِ وفا جب تو کیوں ستم سے ڈریں
کریں گے تازہ بڑی تمکنت سے رسمِ بلالؓ

گلوں کی طرح سے شاداب اپنے چہرے ہیں
نہ کوئی رنجِ صعوبت نہ کوئی گردِ ملال

ہمارے دل اُسی محبوبؐ کی امانت ہیں
ہے ختم جس پہ دو عالم کی خوبیوں کا کمال

نہیں ہے فکر کوئی گر۔ گناہ گار کہے
متاعِ جاں ہے ہمارے لئے تو اُنؐ کا خیال

ہمیں ہیں آج یہاں فقرِ بُوذریؓ کے امیں
نہ فکرِ سُود و زیاں ہے۔ نہ فکرِ مال و منال

یہی دُعا ہے الٰہی کہ تیرے ثاقبؔ کا
نہ پیشِ غیر کبھی ہو دراز دستِ سوال

ترے ہی در سے ملے اسکو جو نصیب میں ہے
ترے کرم ہی کی دولت سے ہو وہ مالا مال

اے میرے ہادیِ ازل

رازِ بقائے زندگی کیا ہے، مجھے بھی بتا دے
جینے کا ولولہ بھی دے، مرنے کا حوصلہ بھی دے

عرصۂ روزگار میں اُلجھا ہوا ہوں ذات سے
اے میرے ہادیٔ ازل مجھکو مِرا پتا بھی دے

محفلِ ہست و بُود ہے کس کیلئے سجی ہوئی
محفلِ ہست و بُود کا سِرِّ نہاں بتا بھی دے

تیری نوازشات سے قلب ہے مطمئن مگر
مجھکو تُو اپنے عشق کی دولتِ بے بہا بھی دے

سوئی ہوئی ہے زندگی، کھوئی ہوئی ہے زندگی
خواب زدہ حیات کو خوابوں سے تُو جگا بھی دے

کاسۂ شوق لے کے تو آیا ہے اُنکے رُوبرو
آنکھوں سے التجا بھی کر دل سے آہ نہیں صدا بھی دے

ظُلمتِ غم میں تا بہ کے کوئی رہے یُوں مُبتلا
تاروں بھری حیات کا رستہ کبھی دکھا بھی دے

بخشش و عفو کا چمن جس سے بہار خیز ہو
مجھ سے گناہ گار کو ایسی کوئی سزا بھی دے

محفلِ کائنات سے ٹوٹے بھی حلقۂ جمود
ربطِ صُبح و شام کو نغمۂ دلکشا بھی دے

قائم رہے تمام عمر درد و وفا کا سلسلہ
ثاقبِ خستہ حال کو وہ غمِ دیرپا بھی دے

حدیثِ اسوۂ اطہرؐ

دِل کی زباں سے نعتِ پیمبرؐ سنائیں گے
ہم شب زدوں کو حرفِ منوّر سنائیں گے

دنیا کے پتھر دل سے کہیں کیا حدیثِ غم
رُودادِ غم حضورؐ کے در پر سنائیں گے

آنکھوں کو مل گئی جو بصیرت کی روشنی
پڑھ کر کتابِ چہرۂ انور سنائیں گے

محرومیوں کے درد کو لفظوں میں ڈھال کر
موقع ملا تو ہم سرِ محشر سنائیں گے

صرف اذنِ گفتگو کا ہمیں انتظار ہے
جو کچھ گزر رہی ہے برابر سنائیں گے

یہ سانحاتِ غم یہ حکایاتِ خُوں چکاں
ہنس کر سنائیں گے کبھی رو کر سنائیں گے

محبوبِ کبریاؐ کے پسینے کے نام پر
افسانۂ حیاتِ معطّر سنائیں گے

سینے میں موجزن ہے حقیقت کی آبجو
قطرے کو داستانِ سمندر سنائیں گے

اُترے ہیں آسماں سے ملائک بصد ادب
ثاقبؔ حدیثِ اسوۂ اطہرؐ سنائیں گے

صلّی اللہ علیہ وسلّم

ماہِ نبوّت، مہرِ رسالت۔ صلّی اللہ علیہ وسلّم
صبحِ ازل کے مطلعِ رحمت۔ صلّی اللہ علیہ وسلّم

شافعِ محشر، ہادئ صادق، مظہرِ لطف و رحمتِ خالق
ساقئ کوثر، بحرِ سخاوت صلّی اللہ علیہ وسلّم

سورۂ واللیل آپؐ کے گیسو۔ معنئ قوسین آپؐ کے ابرو
کس کو ملی ہے ایسی فضیلت صلّی اللہ علیہ وسلّم

مشعلِ ایماں نورِ صداقت، آپؐ کی صورت، آپؐ کی سیرت
حجّتِ دیں، اتمامِ نبوّت صلّی اللہ علیہ وسلّم

آپؐ ہی کا ہم کو ہے وسیلہ، آپؐ ہی کا ہم کو ہے سہارا
بہرِ خدا ہو چشمِ عنایت صلّی اللہ علیہ وسلّم

نذرِ خزاں یہ گلشنِ جاں ہے، ذہن اسیرِ وہم و گماں ہے
پھر سے دِکھا دو، راہِ ہدایت صلّی اللہ علیہ وسلّم

پیشِ نظر ہو روضۂ اطہر، لکھتا رہوں بس نعتِ پیمبرؐ
ہے یہی اپنی زیست کی غایت صلّی اللہ علیہ وسلّم

ذاتِ گرامی رحمتِ عالم، زخمِ نہاں کے آپؐ ہیں مرہم
مژدۂ امن و قلزمِ شفقت۔ صلّی اللہ علیہ وسلّم

ہو نہ عمل اخلاص سے خالی، جاں میں ہو اپنی رُوحِ بلالیؓ
دل میں ہو ہر دم آپؐ کی چاہت صلّی اللہ علیہ وسلّم

آپؐ کا ثاقبؔ مدح سرا ہے آپؐ کے ہی در کا تو گدا ہے
نظرِ کرم ہو، چشمِ عنایت، صلّی اللہ علیہ وسلّم

نُورِ ہدایت

جس حال میں بھی اُس شہِ خُوباں کو پکارا
ملنے لگا کمزور عزائم کو سہارا

کھُلنے لگے انوارِ صداقت کے دریچے
ہونے لگا تنویرِ محبّت کا نظارا

پھر تشنہ لبی آج ہے محتاج تلطّف
اس سمت بھی اِک کوثر و تسنیم کا دھارا

بہکی ہوئی روحوں کی فسردہ ہیں جبینیں
بھٹکی ہوئی دنیا کا ہے گردش میں ستارا

جانے کہاں دم لے گا یہ حیرت زدہ انساں
اوہام کا روندا ہوا۔ ایہام کا مارا

تیری نگہِ لطف سے ہر ذرّہ بنا تھا
اسلام کے گردوں کا درخشندہ ستارا

مولیٰ درِ تقدیس پہ آئے ہیں سوالی
رحمت کی فقط ایک نظر ان پہ خُدارا

ہر صُبح کے سینے میں ہو پھر رقصِ تجلّی
ہر رات کے قالب میں ہو سینا کا شرارا

ہر سانس ہو تا بندگیٔ دیں کا پیامی
ہر تارِ نظر عظمتِ ملّی کا ستارا

دُھل جائیں کدُورت کے جو یہ داغ دلوں سے
اس لُطف کے بدلے میں غمِ زیست گوارا

یہ محفلِ میلاد ہے اُس ختمِ رسل ؐ کی
جس نے شبِ تاریک کو اشکوں سے نکھارا

جو نُور ہوا پردۂ ہستی سے ہویدا
جس نور نے ہر نُورِ نبوّت کو سنوارا

پُر کیف سی یہ ہوک ہے کس یاد کا پَرتو
یہ دِل سے قریں ہو کے مجھے کس نے پُکارا

ثاقبؔ مَیں ہوں سرکارِ دوعالم ؐ کا ثناخواں
ہے عرشِ بریں میرے تخیّل کا کنارا

اے روحِ تقدّس

مجبور دعاؤں میں اثر ڈھونڈ رہے ہیں
رحمت کی وہی پہلی نظر ڈھونڈ رہے ہیں

آنکھوں میں ہیں اشکوں کی لرزتی ہوئی شمعیں
اور اس شبِ ظلمت کی سحر ڈھونڈ رہے ہیں

اے روحِ تقدّس تیری رفعت کے سہارے
ہم عظمت و ناموسِ بشر ڈھونڈ رہے ہیں

جلوہ نظر آیا تھا انہیں جو شب اسریٰ
اب تک اُسے خورشید و قمر ڈھونڈ رہے ہیں

جو شام و سحر تھے تیرے جلووں سے منوّر
وہ شام و سحر، شام و سحر ڈھونڈ رہے ہیں

جس درد سے صدّیقؓ کی آنکھیں ہوئیں خوں بار
وہ درد میرے قلب و جگر ڈھونڈ رہے ہیں

ثاقبؔ جہاں ملتی ہیں ہر اک دل کو مرادیں
ہم اُس شہِ لولاکؐ کا در ڈھونڈ رہے ہیں

مَیں آپ کا ہوں

دنیا کو نہ محبوب نہ مطلوب ہوا ہوں
میں آپؐ کا ہوں آپؐ سے منسوب ہوا ہوں

کل تک مرے سائے سے لرز جاتا تھا سُورج
آج اپنے ہی سائے سے میں مرعوب ہُوا ہوں

کل تک مرا دامن تھا فرشتوں کی جبینیں
آج اپنی نگاہوں میں ہی معیوب ہوا ہوں

ہر رنگ میں پہچانتا ہوں اُن کی تجلّی
یُوں ہوش میں رہتے ہوئے مجذوب ہوا ہوں

کس شہر میں ہیں اُنکے تلطّف کی ہوائیں
میں دیدۂ حالات کا معتوب ہوا ہوں

توفیق بھی دے، ظرف بھی دے، تابِ نظر بھی
کیوں اپنی تجلّی ہی سے محجوب ہوا ہوں

پھر میرے خیالوں کی مسیحائی کو آجا
میں دارِ خیالات پہ مصلوب ہوا ہوں

ہے عشق مجھے شاہدِ لولاکؐ سے ثاقب
کیوں ظلمتِ ایّام کو مرغوب ہوا ہوں

بحضورِ خیر الانامؐ

تباہیوں کا طلبگار ہو گیا ہوں مَیں
زیاں شعار و خطا کار ہو گیا ہوں مَیں

ضمیر مجھ سے خفا، بدگماں ہے دل مجھ سے
نہ جانے کتنا گنہگار ہو گیا ہوں مَیں

تُو آفتاب ہے، میرے دل و نظر کو جگا
اندھیری شب کا پرستار ہو گیا ہوں مَیں

حضورؐ سیلِ حوادث رُکے گا کیا مجھ سے
کہ آج ریت کی دیوار ہو گیا ہوں مَیں

زمانے بھر نے کیا سخت اختلاف مگر
زمانے بھر کا طرفدار ہو گیا ہوں مَیں

حضورؐ! کاسۂ دل ہے مری نگاہوں میں
حضورؐ! حاضرِ دربار ہو گیا ہوں مَیں

مرے لئے کسی نعمت سے کم نہیں یہ خوشی
کہ اُن کے غم کا سزاوار ہو گیا ہوں مَیں

نگاہ و دل پہ ہے طاری غنودگی ثاقبؔ
سمجھ رہا تھا کہ بیدار ہو گیا ہوں مَیں

تلاشِ التفاتِ ناگہاں

قلم نعتِ پیمبرؐ میں رواں ہے ایک مدّت سے
مِرا ذوقِ سُخن گوئی جواں ہے ایک مدّت سے

نظر مجھ پر کسی کی مہرباں ہے ایک مدّت سے
گناہوں سے مجھے حاصل اماں ہے ایک مدّت سے

جسے فاران کی چوٹی نے پہلی بار دیکھا تھا
وہی مہرِ مسلسل ضوفشاں ہے ایک مدّت سے

بساطِ طُور بھی دیکھی، مقامِ دار بھی دیکھا
خُدا جانے تِرا جلوہ کہاں ہے ایک مدّت سے

چراغِ محفلِ اصنام ہیں اس دل کے کعبہ میں
خیالوں پر مُسلّط اِک دھواں ہے ایک مدّت سے

زمانے کے تصوّر نے عجب انداز بدلا ہے
کہ دامانِ تقدّس دھجیّاں ہے ایک مدّت سے

بہت بیتاب رکھتا ہے مجھے ذوقِ جبیں سائی
جبیں سے دور تیرا آستاں ہے ایک مدّت سے

مِری مرحوم ہستی کو عطا حُسنِ یقیں کر دے
کہ مجھ سے میرا دل بھی بدگماں ہے ایک مدّت سے

بہت ممکن ہے ثاقبؔ وہ اچانک لُطف فرمائیں
تلاشِ التفاتِ ناگہاں ہے ایک مدّت سے

سرکارِ مدینہ ﷺ

جو سرورِ کونین ﷺ سے منسوب نہ ہوگا
وہ خالقِ کونین کو محبوب نہ ہوگا

بیداریٔ احساس کی دولت نہ ملے گی
اس راہ میں جب تک کوئی مجذوب نہ ہوگا

افکار میں رچ جائیں جو انوارِ محمد ﷺ
جو کام بھی ہوگا۔ کبھی ناخوب نہ ہوگا

ایمان کی توفیق عطا ہو تو کرم ہے
کچھ اور مری رُوح کو مطلوب نہ ہوگا

مَیں اُنکا ہوں اُن کیلئے بیتاب ہوں ہر دم
ہر درد مرے نام سے منسوب نہ ہوگا

انسان کے زخموں کا لہو جسمیں نہیں ہے
وہ اَشک مری آنکھ کو مرغوب نہ ہوگا

سرکارِ مدینہ سے جسے عشق ہے ثاقب
وہ دل غمِ حالات سے مرعوب نہ ہوگا

شاہدِ لولاکؐ

کمالِ اَوج پہ جب ذوقِ جستجو ہوگا
جمالِ شاہدِ لَولاک روبرو ہوگا

چراغِ کعبہ کی صورت جلے گا محشر تک
جو میرے دل میں کوئی نقشِ آرزو ہوگا

تِری نگاہِ کرم کے بغیر مشکل ہے
وہ دِل جو چاک ہوا ہے کبھی رفو ہوگا

مَیں اپنے ظرفِ نظر کا کچھ امتحاں لے لوں
تِرے جمال کا عالم تو چار سُو ہوگا

وہ جس مقام پہ ہوں گے ترے نقوشِ قدم
اُسی مقام پہ فردوسِ رنگ و بُو ہوگا

بڑھیں گے فاصلے تڑپے کا جذبہ قُربت
دِلوں کی بزم میں جب ذکرِ ماؤ تُو ہوگا

خبر ہے مجھ کو بڑی عظمتیں ہیں اُس در کی
مِرا خیال بھی اس در پہ باوضو ہوگا

زبانِ اشک سے کہنا حدیثِ غم ثاقبؔ
انہیں پسند یہ اندازِ گفتگو ہوگا

اُمّی لقب

وجودِ پاک تھا اُس کا پیمبری کے لئے
وہ اِک چراغ تھا دنیا کی روشنی کے لئے

بصیرتوں کا مرقع رہا وہ اُمّی لقب
کھُلی کتاب ہے وہ اب بھی آدمی کے لئے

ترے مقام سے کم تر ہے ماہِ دو ہفتہ
بہت ہے یاد تری دل کی روشنی کے لئے

بشر کو تُو نے عطا کی نگاہِ رُتبہ شناس
بھٹک رہا تھا زمانہ خود آگہی کے لئے

جبیں کے ساتھ مرا دل بھی سجدہ ریز ہوا
کہ ایک یہ بھی تھا اسلوب بندگی کے لئے

لیا جو نام ترا دل میں چاند اتر آیا
یہ تیرا اسمِ گرامی ہے چاندنی کے لئے

وہ سب حضورؐ کی دانش نے آشکار کئے
جہاں میں جتنے مقاصد تھے زندگی کے لئے

خمیدہ سر ہمیں ہونا پڑا خدا کے حضور
ہزار عذر کئے دل نے بندگی کے لئے

اُنہیںؐ پہ آج مدارِ حیات ہے ثاقب
جو کام ہم نے کئے آپؐ کی خوشی کے لئے

ضیائے رُوئے محمدؐ کی اِک جھلک ثاقب
مجھے نصیب ہو دل کی شگفتگی کے لئے

ضیائے صبحِ حجاز

یہ بات مجھ سے فلک نے کہی اشاروں میں
ضیائے روئے محمدؐ ہے چاند تاروں میں

ترا کرم ہے سہارا گناہ گاروں کا
تیرے کرم کی ہیں باتیں گناہ گاروں میں

نئی حیات ترستی ہے روشنی کے لئے
اندھیری شب کا سماں ہے نئے دیاروں میں

مرے سفینے کو ہے جستجوئے موجِ رسولؐ
مَیں قید رہ نہیں سکتا کبھی کناروں میں

ترے جمالِ درخشاں کی عطر بیز کرن
ہوائیں ڈھونڈتی پھرتی ہیں لالہ زاروں میں

خدائے ارض و سما۔ رحمتوں کا مینہ برسا
سلگ رہے ہیں شگوفوں کے دِل بہاروں میں

ہمیں بھی بادۂ یثرب سے عشق ہے ساقی
ہمارا نام بھی لکھ لینا بادہ خواروں میں

رسولِ پاکؐ سے نسبت نہ تھی انہیں ثاقبؔ
وہ قافلے جو بھٹکتے پھرے غُباروں میں

کردار کی عظمت کا نگہبان دیا ہے
سرکارِ ازل ﷺ نے ہمیں قرآن دیا ہے

اقوالِ محمد ﷺ کی دل آویز چمک نے
انسان کو اِک رُتبۂ انسان دیا ہے

آنکھوں کیلئے بخشے ہیں عقبیٰ کے اُجالے
سینوں کیلئے جلوۂ ایمان دیا ہے

اِک رہبرِ کامل نے رہِ صدق و وفا میں
ہر مرحلۂ مشکل و آسان دیا ہے

سوچو تو کئی غم ہیں یہاں کعبۂ جاں تک
دیکھو تو دلِ بے سروسامان دیا ہے

ہم لوگ دل و جان سے مرتے ہیں اُسی پر
جینے کا ہمیں جس نے یہ ارمان دیا ہے

صد شُکر کہ ہم اسکی محبت سے ہیں مربوط
صد شُکر کہ حق نے ہمیں ایمان دیا ہے

دِل یادِ محمدؐ میں تڑپتا ہے ہمیشہ
اِک قطرہ بھی آلودۂ طوفان دیا ہے

ثاقبؔ ہوئی تکمیلِ جہاں جسکی نظر سے
اللہ نے ایسا ہمیں انسان دیا ہے

شانِ محمدؐ

ہے رُوکشِ جنّت گُل و ریحانِ محمدؐ
کِس شان سے مہکا ہے گلستانِ محمدؐ

کیوں ہو نہ ہر اِک قوم ثنا خوانِ محمدؐ
آفاق ہے شرمندۂ احسانِ محمدؐ

کونین کے سینے میں حرارت ہے اُنہی کی
اللہ کے دِل میں بھی ہے ارمانِ محمدؐ

کِس شوق سے لیں طُور نشینوں نے بلائیں
جب سُوئے مدینہ چلے مستانِ محمدؐ

میں شانِ محمدؐ تو بیاں کرتا ہوں لیکن
افکار کہاں میرے کہاں شانِ محمدؐ

آتش کدے سب کُفر کے ٹھنڈے ہوئے لیکن
گُل ہو نہ سکی شمعِ شبستانِ محمدؐ

معراج میں حضرتؐ کے قدم عرش پہ پہنچے
بس عرش ہے ہم پایۂ ایوانِ محمدؐ

دیں بھی وہی ملّت بھی وہی ملّتِ بیضا
سادہ سا مسلماں ہوں مسلمانِ محمدؐ

تُربت سے ہو کیا خوف مجھے حشر کا کیا غم
ثاقبؔ مرے سینے میں ہے قرآنِ محمدؐ

وہ روضۂ نبیؐ کے نظاروں کی روشنی
اُتری ہوئی زمیں پہ سِتاروں کی روشنی

ہوتی ہے چاندنی سے بھی بڑھ کر حسین تر
اس سرزمیں کے راہگزاروں کی روشنی

فردوسِ رنگ و بُو ہے کہ صحرائے نجد ہے
کتنی نظر نواز ہے خاروں کی روشنی

ساری بصیرتیں ہیں محمدؐ کے نام سے
دیکھے تو کوئی دل کے دیاروں کی روشنی

اس جوئے کہکشاں میں بڑی احتیاط سے
پھیلی ہوئی ہے نور کے دھاروں کی روشنی

پھر گلستاں میں گریۂ شبنم کا قحط ہے
پھر تیز ہو گئی ہے شراروں کی روشنی

غارِ حرا کو بھی نہ فراموش کیجئے
بنیادِ حق ہے ایسے ہی غاروں کی روشنی

ہو التفاتِ کشتیِ اُمّت کے ناخدا
پھر دُور ہو رہی ہے کناروں کی روشنی

دنیا میں ہر قدم پہ ہے ثاقبؔ کی رہنما
اُس "نورِ اوّلیں" کے اشاروں کی روشنی

بفیضِ رسولؐ

شعور دے کے محمدؐ کے آستانے کا
مزاج بدلیں گے ہم اس نئے زمانے کا

مرے سفینۂ ہستی کے ناخدا ہیں حضورؐ
مجھے نہیں کوئی اندیشہ ڈوب جانے کا

ہمیشہ برق گرمی ہے مگر بفیضِ رسولؐ
چراغ جلتا رہے میرے آشیانے کا

یہ میرا دل جسے دنیا بھی دل ہی کہتی ہے
یہ ایک جام ہے یثرب کے بادہ خانے کا

حضورؐ! آپ کے ہی اِک تبسّمِ لب سے
سلیقہ سیکھا ہے پھولوں نے مسکرانے کا

حضورؐ! آپ پہ روشن میری حقیقت ہے
مَیں ایک سادہ سا کردار ہوں فسانے کا

عبُور کیسے کروں زندگی کی راہوں کو
کہ میرے سر پہ بڑا بوجھ ہے زمانے کا

میں وہ چراغِ عقیدت ہوں دل کی بستی میں
کہ حوصلہ کوئی رکھتا نہیں بجھانے کا

زہے نصیب جو میرا لہو بھی کام آئے
مجھے جنوں ہے چراغِ حرم جلانے کا

گُنہ کئے ہیں تو اب اُن کا اعتراف کریں
خدا تو خود بھی ہے خواہاں کسی بہانے کا

زمانہ جتنے ستم چاہے توڑ لے ثاقبؔ
دِلوں سے عشقِ محمدؐ نہیں ہے جانے کا

محبوبِ دوجہاں

خوشبو و رنگ و نُور کا دھارا نظر میں ہے
محبوبِ دو جہاں کا نظارا نظر میں ہے

دِل میرا کانپتا ہے گناہوں کے خوف سے
اِک تیری رحمتوں کا سہارا نظر میں ہے

اے رہنمائے کشتیٔ دل روشنی دکھا
طوفاں کا ہوش ہے نہ کنارا نظر میں ہے

باطل کو جس کے نُور نے دی آخری شکست
دل میں وہ چاند ہے وہ ستارہ نظر میں ہے

آزاد ہو رہا ہوں مَیں عصیاں کے خوف سے
چشمِ کرم کا خاص اشارا نظر میں ہے

آنکھوں میں بس گیا ہے نبیؐ کا رُخِ جمیل
یا خُلدِ رنگ و بُو کا نظارا نظر میں ہے

اتنا تو ہے کہ دستِ شفاعت ہوا بلند
اتنا تو ہے کہ حال ہمارا نظر میں ہے

ثاقبؔ کے دل میں کیوں نہ ہو رُوحِ تجلیات
جب آمنہؓ کا راج دلارا نظر میں ہے

ہر التجاء سے پہلے ہر اک التجاء کے بعد
آتا ہے لب پہ نامِ محمدؐ خدا کے بعد

ہے ذاتِ حق حضورؐ کی صورت میں جلوہ گر
آئینے سب ہیں ماندرخِ مصطفیٰؐ کے بعد

اُس در سے جس کو دولتِ صبر و رضا ملی
چمکے وہ نور بن کے ہر اک ابتلا کے بعد

ہے کون بدنصیب جو باندھے گا غیر سے
عہدِ وفا حضورؐ سے عہدِ وفا کے بعد

اعمال کی سیاہی نے بے حس بنا دیا
شرمندگی بھی اب نہیں ہوتی خطا کے بعد

جلتے رہو گے حشر تلک غم کی دھوپ میں
سایہ کوئی ملے گا نہ اُنکی ردا کے بعد

سورج کے سامنے نہیں جلتا کوئی چراغ
آئے اسی لئے تو وہ سب انبیاء کے بعد

یا رب مجھے بنا دے درِ مصطفٰی کی خاک
مانگوں گا اب نہ کوئی دعا اس دعا کے بعد

ثاقبؔ یہ ہو حضور کبھی وہ عطائے خاص
رہتی نہیں ہے کوئی طلب جس عطا کے بعد

ساقیٔ کوثر

صدا بہ لب ہوں فقط رحمت و کرم کیلئے
درِ حضورؐ پہ آیا ہوں شرحِ غم کیلئے

تری عطا تری بخشش ہے ماورائے حدود
نہ تُو عرب کیلئے ہے نہ تُو عجم کیلئے

بتوں کی تنگدلی پر کبھی نظر نہ گئی
میں بے قرار رہا وسعتِ حرم کیلئے

جو آستانِ محمدؐ پہ ڈال دے مجھ کو
ترس رہا ہوں اُس اِک لغزشِ قدم کیلئے

دعائے نیم شبی کس کی رنگ لائی ہے
ستارے رقص میں ہیں کس کی چشم نم کیلئے

ملا ہے جیسا بھی، جتنا بھی، مطمئن ہوں میں
مجھے دماغ نہیں فکرِ بیش و کم کیلئے

کرم کا ایک سہارا، کرم کی ایک نظر
نہیں ہے زادِ سفر منزل عدم کیلئے

بہت ہے بادۂ یثرب کا ایک پیمانہ
بڑھایا ہاتھ نہ ثاقبؔ نے جامِ جم کیلئے

بحضورِ سرورِ دو عالم

تو جبینِ دہر کا نور ہے تو حریم قدس کا راز ہے
تیرا نام دل کا سُرور ہے تیرا ذکر دل کی نماز ہے

مرا اعتبارِ خودی بھی تو، مرا اعتمادِ خدا بھی تو
تو ہی دینِ حق کی ہے آبرو، تو ہی دینِ حق کا جواز ہے

تو جمالِ صبحِ وجود بھی، تیرے دم سے میری نمود بھی
تو ہی میرے ذہن کی روشنی تو ہی میرے دل کا گداز ہے

نہیں امتیازِ گدا و شہ تیرے سامنے سبھی ایک ہیں
تری ذات رحمتِ دو جہاں، تیرا در ہر ایک پہ باز ہے

تری اِک نگاہ نے بخش دی مِرے دل کو دولتِ سرمدی
مِرے سامنے رہِ دہر کا نہ نشیب ہے نہ فراز ہے

نہ جہاں میں نام کی آرزو نہ فروغِ بام کی جستجو
ہے یہی بہت مرے واسطے کہ جبیں پہ خاکِ حجاز ہے

سرِ عرش تیرا ہی غلغلہ، سرِ فرش تیرا ہی سلسلہ
تُو وہاں بھی رونقِ بزم تھا تُو یہاں بھی جلوہ طراز ہے

کبھی اپنے پاس بُلا کے سُن تجھے اپنے لُطف کا واسطہ
کہ حکایتِ غمِ زندگی کا یہ سلسلہ تو دراز ہے

یہ شرف ہے ثاقبِ خستہ جاں کہ بنا ہے اُسکا تو مدح خواں
جو زمانے بھر کا ہے آسرا جو جہاں کا بندہ نواز ہے

نبیِ اُمّیؐ لقب

کہوں جو نعتِ پیمبرؐ تو مشکبو ہو دہن
لکھوں جو وصف تو بڑھ جائے آبروئے فن

نبیؐ اُمّی لقب جس کا خُلق تھا قرآن
نثار قدموں پہ جس کے ہر ایک عظمتِ فن

مقرّبانِ الٰہی کا فخر، وہ شہؐ دیں
جمالِ حق و صداقت کی اوّلین کرن

وہ جس کا نام دل و جاں کو تازگی بخشے
وہ جس کا ذکر مٹائے کدورتوں کی چبھن

وہ جس نے کاٹ دیں ظلم و ستم کی زنجیریں
سکھائے جس نے جہاں کو مروّتوں کے چلن

اُسی کی یاد میں قلبِ حزیں نے کروٹ لی
کہ گرد بن کے اُڑے ہیں تمام رنج و محن

حریم قلب میں آج اُس کی آمد آمد ہے
مرے خیال نے پہنا گلوں کا پیراہن

بسا ہے گنبدِ خضرا کا عکس آنکھوں میں
نظر کے سامنے پھیلا ہوا ہے اِک گلشن

تلاش کرتا ہے وہ خاکِ پا ستارۂ شب
بسی ہوئی ہے دلوں میں وہ بوئے پیراہن

نہ کام آیا کسی کی عبادتوں کا غرور
وہ باریاب ہوئے دل جنہیں تھی اُسکی لگن

سلام اُس پہ ہو ثاقب درود ہو اُس پر
دیا ہے جس نے اندھیرے جہاں کو اُجلاپن

حرفِ آخر

اے دستِ حق کے فقیدالمثال شہ پارے
ملائکہ ترے دربار کے ہیں ہرکارے

یہ کہکشاں کا رواں نُور۔ مہر و ماہ و نجوم
ترے جمال کے ہیں یہ تو معجزے سارے

تُو ہی کتابِ رسالتؐ کا حرفِ آخر ہے
ترے مقام سے کمتر ہیں انبیاء سارے

پڑی ہے قہر کی اُفتاد تیری اُمّت پر
کہیں برستے ہیں پتھر کہیں پہ انگارے

ہمیں سنبھلنے کی ہمت دے اے حبیب خدا
یہ آنکھیں دیکھیں تری رحمتوں کے نظارے

انہی سے ہوگی ضیابار رہگزر اپنی
تری زبان کے الفاظ بھی ہیں مہ پارے

کبھی نہ چھوڑا ترا دامنِ کرم ہم نے
مصیبتیں بھی پڑیں ہم پہ جی نہیں ہارے

ملے گی تیرے ہی دَر سے کرم کی بھیک ہمیں
کہ جا کہیں نہیں سکتے نصیب کے مارے

جمالِ خاص کا پَرتو ہیں سربسر ثاقبؔ
زمیں پہ لالہ و گُل ۔ آسماں پہ سیّارے

دلیلِ عظمتِ آدم

اسرارِ کائنات کے محرم وہی تو ہیں
انسانیت کے محسنِ اعظم وہی تو ہیں

قرآں کی بولتی ہوئی تفسیر ان کی بات
جن کی ہر ایک بات ہے محکم وہی تو ہیں

اُن سا کوئی ہوا ہے نہ ہوگا جہان میں
بعد از خدا بزرگ و مکرم وہی تو ہیں

میرے ہر ایک سانس میں خوشبو انہی کی ہے
میرے ہر ایک زخم کا مرہم وہی تو ہیں

اُن سے بیاں کروں گا کبھی داستانِ درد
زخمی دلوں کے مونس و ہمدم وہی تو ہیں

سب انبیاء کو نُور مِلا اُن کے نُور سے
سب انبیاء سے افضل و اکرم وہی تو ہیں

احمدؐ لقب ہے اور محمدؐ ہے جن کا نام
کہتے ہیں جن کو رحمتِ عالم وہی تو ہیں

تا حشر اب اُنھی کی نبوّت کا دَور ہے
ہیں مرسلینِ حق کے جو خاتَم وہی تو ہیں

انساں اُن کے دَم سے فلک آشنا ہوا
ثاقبؔ دلیلِ عظمتِ آدم وہی تو ہیں

تلاوت

کتابِ چہرۂ خیرُالانامؐ پڑھتے ہیں
نگاہِ دِل سے خدا کا کلام پڑھتے ہیں

ہر ایک سانس عبادت گزار رہتا ہے
جبینِ دِل پہ محمدؐ کا نام پڑھتے ہیں

نجوم ہوں کہ مہ و مہر پھول ہوں کہ صبا
درودِ سیّدِ عالی مقام پڑھتے ہیں

نماز ہو کہ صحیفہ رُخِ محمدؐ کا
بصد خلوص، بصد احترام پڑھتے ہیں

جبینِ گُل پہ رُخِ ماہتاب پر اکثر
جو اہلِ دل ہیں اُنہی کا پیام پڑھتے ہیں

اُس ایک نام کی تقدیس کیا کہوں جس پر
ملائکہ بھی درود و سلام پڑھتے ہیں

حضورؐ! آپ کی پاکیزہ دلنشیں مدحت
حضورؐ! آپ کے ادنیٰ غلام پڑھتے ہیں

نہیں ہے جس میں تغیّر کا شائبہ ثاقبؔ
ہمیشہ ہم وہی درسِ دوام پڑھتے ہیں

درود تم پر سلام تم پر

ہے نامِ نامی تمہارا لب پہ درود تم پر سلام تم پر
ادھر بھی ہو اک نگاہ سرور درود تم پر سلام تم پر

تمہی ہو شمعِ حریم داور۔ درود تم پر سلام تم پر
ہیں تم سے دونوں جہاں منوّر درود تم پر سلام تم پر

چمن چمن تذکرہ تمہارا، یہ کہکشاں راستہ تمہارا
تمہاری خوشبو گلوں کے اندر درود تم پر سلام تم پر

تمہارے نقشِ قدم سے پائی ہے خاک نے ایسی سربلندی
زمیں کو ہے فوق آسماں پر درود تم پر سلام تم پر

دہن ہے سرچشمۂ صداقت، زباں ہے گنجینۂ فصاحت
لبوں پہ قرباں موجِ کوثر، درود تم پر سلام تم پر

رہِ وفا سے ہٹائے گا کیا، زمانہ اُسکو مٹائے گا کیا
تمہاری سیرت ہو جس کی رہبر درود تم پر سلام تم پر

ہم اور اب کس کے در پہ جائیں کسے غمِ زندگی سنائیں
تمہی تو ہو بے کسوں کے یاور درود تم پہ سلام تم پر

کبھی تو آئے گا وہ زمانہ، کبھی تو ہوگا مرا بھی جانا
کہوں گا روضہ پہ سر جھکا کر درود تم پر سلام تم پر

شبِ اَلم رُوکشِ سحر ہو، کرم کی آقا بس اک نظر ہو
بُلا لو ثاقب کو اپنے در پر۔ درود تم پہ سلام تم پر

اے رحمتِ تمامؐ!

ہر لفظ عطر بیز، ہر اک حرف پھول ہے
جب سے لبوں پہ مدحت و نعتِ رسولؐ ہے

کھویا ہوا ہوں جب سے مَیں ان کے خیال میں
قلب و نظر پہ رحمتِ حق کا نزول ہے

اُن کا کرم ہو شاملِ احوال اگر تو پھر
بے مہریٔ جہاں کی شکایت فضول ہے

یہ جان و دل نثار محمدؐ کی آن پر
اس راہ میں ہر ایک اذیّت قبول ہے

رکھ لی مرے حضورؐ نے انسانیت کی لاج
ورنہ یہ آدمی تو ظلُوم و جہُول ہے

دیکھی ہر ایک صنفِ سُخن تو کھلا یہ راز
صنفِ سُخن تو اصل میں نعتِ رسولؐ ہے

معراجِ مصطفیٰؐ سے ہوا ہے یہ انکشاف
یہ کہکشاں تو آپؐ کے قدموں کی دھول ہے

جو مانگنا ہو اُن کے وسیلے سے مانگیئے
اُن کی ہر ایک بات خُدا کو قبول ہے

آئینۂ جمالِ خدا اُن کی ذات ہے
عشقِ خُدا بھی اصل میں عشقِ رسولؐ ہے

اے رحمتِ تمام! محبّت کی اِک نظر
مدّت ہوئی کہ آپؐ کا ثاقبؔ ملول ہے

حرفِ صداقت

روح پر نقش ہے وہ شخص محبت کی طرح
ذِکر ہے جس کے فضائل کا عبادت کی طرح

میرے سانسوں میں بسی رہتی ہے خوشبو اُسکی
میری آنکھوں میں وہ رہتا ہے بصارت کی طرح

رہنما آج بھی ہیں اُس کے کفِ پا کے چراغ
دہر میں پھیلا ہے جو آج بھی نکہت کی طرح

شبِ ظلمات کا وہ نور جگر چیر گیا
جلوہ گر جب ہوا فاران پہ ہیبت کی طرح

نام سے اُس کے ہی روحوں میں کنول کھلتے ہیں
اس کے کوچے کی فضائیں بھی ہیں جنّت کی طرح

جس نے روحوں میں جلائے تھے محبت کے چراغ
اب بھی ہیں سایہ فگن داورِ رحمت کی طرح

مَیں اُسی کے درِ الطاف پہ دستک دوں گا
جس کا در سب پہ کشادہ ہیں عدالت کی طرح

تُو تو سرمایۂ توقیر ہے عالم کے لئے
نام تیرا بھی بِکے مالِ تجارت کی طرح

کِذب اس طرح سے پھیلا ہے فضاؤں میں مری
ہر سراب آئے نظر آج حقیقت کی طرح

زینتِ منبر و محراب ہوئے ہیں وہ لوگ
سفلگی جن کو ودیعت ہوئی عادت کی طرح

ہر نئے دن نئے تکفیر کے فتوے دیکھوں
زیست محسوس مجھے ہوتی ہے تہمت کی طرح

رُخِ عیّاری پہ تقوے کی ملمع کاری
عِجز چہروں پہ نمایاں ہے رعونت کی طرح

جیسے محصُور ہوں مَیں شعبِ ابی طالب میں
یُوں گزرتا ہے ہر اِک لمحہ قیامت کی طرح

اب نہ وہ پہلے سے ایماں ہیں نہ وہ سوزِ یقیں
صرف کہنے کو نظر آتے ہیں اُمت کی طرح

لب پہ قدغن ہے مگر دل تو ہے آزاد ابھی
مَیں تو چاہوں گا تجھے حرفِ صداقت کی طرح

جب مسافر سُوئے طیبہ کوئی جاتے دیکھا
دِل مِرا ڈوب گیا۔ حرفِ ندامت کی طرح

دلِ ثاقبؔ میں تیرے دَر پہ حضوری کا خیال
جِھلملائے گا سدا شمعِ عقیدت کی طرح

ہیں جن کی باتیں خدا کی باتیں

جمالِ مہر و وفا کے قصے ' کمالِ صدق و صفا کی باتیں
جو ہو سکے تو سنائے جاؤں تمہیں حبیبِ خدا کی باتیں

ہوا کے رُخ پر دیئے جلائے نئے نئے راستے دکھائے
ستم کے ماروں کا دل بڑھاتی ہیں اُنکے صبر و رضا کی باتیں

یہ دِل بھی اُنکا ہے جاں بھی اُنکی یہ رُوح بھی مدح خواں ہے اُن کی
نبھائے جاؤں گا مرتے دم تک اُنہی سے عہد و وفا کی باتیں

وہی ہیں اوّل وہی ہیں آخر ازل بھی اُن کا ابد بھی اُن کا
رہیں گی تا حشر اب زبانوں پہ "خاتم الانبیاءؑ" کی باتیں

میں داعیِ دینِ مصطفےٰ ہوں فدائیِ دینِ مجتبےٰ ہوں
ڈرا سکیں گی نہ میرے دل کو کبھی سزا و جزا کی باتیں

وہ بے کسوں کے غموں کا مرہم ہے ذکر جن کا دلوں کی شبنم
وہی تو ہیں ہادیِ دو عالم، ہیں جن کی باتیں خدا کی باتیں

وہ خوب صورت، وہ خوب سیرت، وہ پیکرِ حلم اور مروّت
ہیں بد تریں دشمنوں کے لب پر بھی ان کے مہر و وفا کی باتیں

قدم قدم اُن کی رہنمائی، جہاں جہاں ان کی روشنائی
فضا میں پھیلی ہوئی ہیں اب تک سکوتِ غارِ حرا کی باتیں

مِری لگن اُن کا آستاں ہے یہی تڑپ تو متاعِ جاں ہے
کبھی تو ہوں گی شفیعِ محشر سے ثاقبِ بے نوا کی باتیں

جس قلب کو بخشی ہے جِلا عشقِ نبیؐ نے
حاصل اُسے دنیا میں ہیں تسکیں کے خزینے

اُس ذکر سے روشن ہیں نگاہوں کے جزیرے
اُس نام سے آباد ہیں روحوں کے مدینے

جو اُن کے بتائے ہوئے رستے پہ نہیں ہیں
منجدھار میں ہیں آج تلک ان کے سفینے

آقا! ترے دروازے پہ آئے ہیں سوالی
اپنایا نہ اب تک جنہیں دنیا میں کسی نے

میں اُن کا بھی دستک اسی دروازے پہ دوں گا
اِک روز بلائیں گے مجھے بھی وہ مدینے

میں ان کو بتاؤں گا کہ اے رحمتِ عالمؐ!
دنیا دی خدا اب مجھے دیتے نہیں جینے

کچھ بھی تو نہیں پاس تری نذر کو آقا!
پلکوں پہ لئے آیا ہوں اشکوں کے نگینے

سرکارِ دو عالم نے سکھائے مجھے ثاقبؔ
طوفانِ حوادث سے نکلنے کے قرینے

خیرُ البشرؐ

تیری نگاہِ سے کھُلا رازِ حریمِ داوری
تیرے وجودِ پاک پر ناز کرے پیمبری

تیرا ہر ایک نقشِ پا۔ نورِ چراغِ راستی
تیری زباں کا ہر حرف شرح و بیانِ زندگی

جب بھی لیا ہے تیرا نام قلب ہوا ہے شاد کام
رُوح تلک اُتر گئے نور و سرور و آگہی

تُو ہے امامِ سرمدی سارے جہان مقتدی
کر سکے کُل خدائی میں کون تیری برابری

تیرا تو ہر غلام ہی شاہوں سے ہے بلند تر
کس کو نصیب ہو سکی شانِ اویسؓ و بوذرؓ ی

تیرے مزاج کی شناخت رحمت و عفو و درگزر
تُو نے تو دشمنوں کی بھی کی ہے کرم سے دلدہی

ہوں گے یہ پاش پاش کب حرص کے لات و منات
دینِ خدا کے نام پر ہونے لگی ہے تاجری

نرغے میں آندھیوں کے ہے کب سے چراغِ دیں حضورؐ
روشنیوں کے نام پر پھیلی ہوئی ہے تیرگی

شکرِ خدا کہ مل گیا، راہ میں اُن کا نقشِ پا
ثاقبِ بے نوا تری کرتا بھی کون یاوری

خاتم الانبیاءؐ

تُو حبیبِ ربِّ کریم ہے تُو عجیب دُرِّ یتیم ہے
تیرے وصف کیسے بیاں کروں تُو جہاں میں سب سے عظیم ہے

تُو وجودِ حق کی دلیل ہے تُو دعائے قلبِ خلیل ہے
تیری ذات خاتمِ انبیاءؑ تیرا نُور سب سے قدیم ہے

تُو جمالِ حق کا ہے آئینہ تُو حریم راز کا آشنا
تُو کلی کلی کی ہے آرزو تُو چمن چمن کی نسیم ہے

مِری شاعری کا ظہور تُو مِرے علم و فن کا شعور تُو
تیری آرزو مِری زندگی تُو ہی میری عقلِ سلیم ہے

تُو نے بے کسوں کو دوائیں دیں تُو نے دشمنوں کو دعائیں دیں
تُو کرم کا ایک سحاب ہے۔ تیرا خُلق خُلقِ عظیم ہے

تیری بات بات ہے معتبر، تیرا ہاتھ نبضِ حیات پر
تُو ہر ایک جاں کا طبیب ہے تُو ہر ایک دل کا حکیم ہے

تُو نظر سے کتنا ہی دُور ہو، مرے قلب سے ہے قریب تر
تیرا ذکر مرہمِ قلب و جاں، تیری یاد بوئے شمیم ہے

نہیں فکر ثاقبِ بے نوا، جو کہے زمانہ بُرا بھلا
تُو اُسی کا ہے تُو اُسی کا تھا وہ جو رحمتوں کا قسیم ہے

حمدِ باری تعالیٰ

تُو رحیم بھی، تُو کریم بھی، تُو حلیم بھی، تُو بصیر بھی
کسی آئینے میں نہ مل سکی تیری رحمتوں کی نظیر بھی

تُو فضائے ارض و سماء میں ہے تُو بہشتِ آب و ہوا میں ہے
سرِ آسماں نئی کہکشاں ترے نُور کی ہے لکیر بھی

کہیں آبشاروں کے گیت ہیں کہیں چاند تاروں کا حُسن ہے
یہ تمام تیرے ثبوت ہیں یہ سحر بھی مہرِ منیر بھی

تُو کرم نواز ازل سے ہے تیری سمت سب ہیں جُھکے ہوئے
ترے در پہ مجھ سے غریب بھی تیرے در پہ لاکھوں امیر بھی

مَیں رواں ہوں دشتِ حیات میں مجھے ظلمتوں کا خطر نہیں
مرے ساتھ یادِ رسولؐ بھی مرے ساتھ ربِّ قدیر بھی

مجھے منزلوں کا جنوں نہیں مجھے فکرِ جادہ ضرور ہے
مرے دل کا چھوٹا سا قافلہ غمِ راہ کا ہے اسیر بھی

کبھی تاج و تخت کلاہ سے وہ نظر بچا کے گزر گئے
کہ طبیعتوں کے غنی رہے ترے بے نوا و فقیر بھی

کبھی زندگی کا جنوں مجھے۔ کبھی زندگی سے گریز ہے
مری زندگی کے یہ پیچ و خم میں رِہا بھی ہوں مَیں اسیر بھی

ابھی دیکھ ثاقبِ خستہ جاں نہ سُنا حکایتِ خُوں چکاں
کہ ہزار زخموں کے بوجھ سے ابھی مضمحل ہے ضمیر بھی

احمدؐ مختار

فدائے احمدِ مختار ہو گیا ہوں میں
بہشت و خُلد کا حقدار ہو گیا ہوں میں

غُبار بن کے اُڑا ہوں حجاز کی جانب
جہانِ عشق کا معیار ہو گیا ہوں میں

پھر آج طور مری آنکھ میں اُتر آیا
پھر آج طالبِ دیدار ہو گیا ہوں میں

حرم نشیں تیرے قرباں نواز دے مجھکو
قریبِ سایۂ دیوار ہو گیا ہوں میں

حضورؐ نے مجھے اذنِ کلام بخشا ہے
نوائے شوق کا اظہار ہو گیا ہوں مَیں

اُڑا ہوں سُوئے مدینہ خیال کی صورت
سُبک خرام و سبک بار ہو گیا ہوں مَیں

غرض ہی کیا ہے درِ میکدہ پہ دستک دوں
تری نگاہ سے سرشار ہو گیا ہوں مَیں

خودی کیساتھ مجھے بے خودی کی دولت دے
ہجومِ ہوش سے بیزار ہو گیا ہوں مَیں

نبیؐ کا عشق مِرے دل میں بس گیا ثاقبؔ
زمانے بھر میں نکوکار ہو گیا ہوں مَیں

ساقیٔ کوثر سے

کوئی ایسا جام بھی ساقیا جو سراپا سوز و گداز ہو
سرِ طُور ان سے ہو گفتگو سرِ عرش راز و نیاز ہو

مَیں ترے کرم کا مجاز ہوں یہی بخششوں کا جواز ہو
مرے دامنِ دلِ مضطرب کو نصیب خاکِ حجاز ہو

یہ حضورؐ پاک کی روشنی کہ فضا کا نُور ہے زاہدو
اسی نُور سے جو وضو کرو تو ادا دِلوں کی نماز ہو

تری چشمِ لُطف عطا کرے وہ ستارہ گیر جسارتیں
کہ جمالِ طُور کی راہ میں نہ نشیب ہو نہ فراز ہو

ترا لُطفِ خاص ہو بے کراں ترا عفو سب پہ ہو ضَو فشاں
مری آرزو ہے کہ سلسلہ تری رحمتوں کا دراز ہو

یہی آرزو، یہی التجا، یہی ہر گھڑی ہے مری دُعا
مری کائناتِ حیات میں ترا عشق درد و گداز ہو

تری عظمتوں کا جواب کیا تیری رفعتوں کا حساب کیا
یہ ترا مقام بلند ہے کہ خدا سے راز و نیاز ہو

ترے دستِ فیضِ دوام سے جو طلب کیا ہے سو مِل گیا
کوئی مجھ سا طالبِ عفو ہو کوئی تجھ سا بندہ نواز ہو

ترے دِل میں ثاقبِ خستہ جاں نہ ہو ظلمتوں کا کوئی نشاں
تری آرزو کی بساط پر جو وہ حُسن جلوہ طراز ہو

ساقیٔ کوثر سے

کوئی ایسا جام اے ساقیا جو سراپا سوز و گداز ہو
جسے پی کے رُوح بھی بے نیازِ حدود کیف مجاز ہو

یہ خرام گاہِ شمیم گُل یہ تجلیات کی یورشیں
ہے سرور و کیف کا فیصلہ کہ یہیں ادائے نماز ہو

یہ مہِ صیام کی برکتیں۔ یہ نزولِ رحمتِ ایزدی
کوئی مہرباں ہو تو ہر نفس مرا کیوں نہ نغمہ طراز ہو

مری کائناتِ خیال میں کوئی جلوہ تابِ حیات ہے
مرا قلب کیوں نہ ہو آئینہ میری رُوح کیوں نہ گداز ہو

پھر اُسی حبیبؐ و شہِ جہاں کا حریمِ دل میں وُرُود ہے
جو فقیر پر بھی نظر کرے تو فقیر بندہ نواز ہو

یہ غمِ زمانہ کے مرحلے مرے واسطے نہیں کوئی شے
تُو اگر شریکِ سفر ہے یہ نظر جو محرمِ راز ہو

مَیں اسیرِ زُلفِ رسولؐ ہوں مجھے کیا عذاب و ثواب سے
یہی التجاء ہے کہ سلسلہ غمِ مصطفیٰؐ کا دراز ہو

احمدؐ مختار

گو اہلِ جہاں درپئے آزار رہے ہیں
ہر حال میں ہم تیرے طلبگار رہے ہیں

یُوں اپنی مشیت پہ گراں بار رہے ہیں
ہم خود سے بھی برگشتہ و بیزار رہے ہیں

چُوما ہے ہمیں چاند ستاروں کی ضیاء نے
ہم خاکِ رہِ احمدؐ مختار رہے ہیں

لے چل کسی تنکے کی طرح سوئے مدینہ
اے موجِ ہوا ہم بھی سبکبار رہے ہیں

اُن لوگوں کی توقیر ہے بازارِ جہاں میں
جاں بیچ کے جو تیرے خریدار رہے ہیں

یہ اشک ہیں تقدیسِ عقیدت کی علامت
یہ اشک بھی پیرایۂ اظہار رہے ہیں

یہ تیری محبت کا کرم ہے کہ جہاں میں
ہم صاحبِ دل صاحبِ کردار رہے ہیں

دیکھا ہی نہیں فقر و غِنا نے کبھی مڑ کر
ہر سمت زر و سیم کے انبار رہے ہیں

چھو کر تیرے قدموں کو یہ ناچیز سے ذرّے
دنیا کے لئے مطلعِ انوار رہے ہیں

اِک جُنبشِ خامہ سے جگا دے اُنہیں ثاقب
وہ ہاتھ جو اسلام کی تلوار رہے ہیں

ختمِ رُسُل

ختم ہیں تجھ پہ خوبیاں۔ ختم ہیں تجھ پہ مدحتیں
تجھ پہ سلام بار بار۔ تجھ پہ ہزار رحمتیں

تیرے طفیل آدمی رشکِ قدسیاں ہوا
تیری ضیاء سے بڑھ گئیں ارض و سما کی جلوتیں

ختمِ رُسُل ہے تیری ذات فخرِ رُسُل ہے تیرا نام
وقف ہیں تجھ پہ عظمتیں۔ ختم ہیں تجھ پہ برکتیں

تیرے قدم پہ جھک گئے تاجورانِ شرق و غرب
تجھ پہ نثار ہو گئیں دونوں جہاں کی رفعتیں

پرچمِ نور لے کے جب جلوہ طراز تُو ہوا
مِٹ گئیں کُفر و شرک کی سارے جہاں سے ظلمتیں

تیرے غلام ہو گئے دونوں جہاں سے بے نیاز
تیرے فقیر پا گئے کون و مکاں کی دولتیں

کرتا ہے ثاقبؔ حزیں تجھ سے ہی کسبِ فیضِ نور
تیری لگن نے دیں اُسے علم و ادب کی نعمتیں

ساقیِ مئے خانۂ کوثر

ہر عزم کی روشن پیشانی پر نام تمہارا دیکھا ہے
ہر وقت کے بہتے دھارے پر پیغام تمہارا دیکھا ہے

نصرت نے تمہاری عظمت کے بے باک ترانے گائے ہیں
رحمت کے دمکتے ہونٹوں پر الہام تمہارا دیکھا ہے

پیوند قبا و چادر میں قدموں میں دو عالم کی دولت
آغاز تمہارا دیکھا ہے۔ انجام تمہارا دیکھا ہے

تاریک دِلوں کو نُور دیا۔ رحمت سے جہاں معمور کیا
ہر ادنیٰ و اعلیٰ پر یکساں انعام تمہارا دیکھا ہے

اِک نور کی پیاسی دنیا پر اُبھرا جو مثالِ شمس و قمر
مے خانۂ کوثر کے ساقی وہ جام تمہارا دیکھا ہے

اے رحمتِ عالم دونوں جہاں حلقے ہیں تمہاری زُلفوں کے
از صبحِ ازل تا شامِ ابد اِک دام تمہارا دیکھا ہے

دنیا کے مصائب کا ثاقبؔ کیا رنج کرے کیوں فکر کرے
تاریکیٔ حرماں میں اکثر پیغام تمہارا دیکھا ہے

باعثِ کُن فکاں

تُو حبیبِ ربِّ جلیل ہے تیری عظمتوں کا جواب کیا
تُو مقامِ فخرِ خلیل ہے تیری حُرمتوں کا حساب کیا

تیری اِک نِگاہ پڑی جہاں وہاں ظلمتوں کا گزر کہاں
تیرے ایک جلوے کے سامنے مہ و مہر کی تب و تاب کیا

تیرے میکدے سے جو پی گیا، تیرا کیف جس نے سمو لیا
اُسے فکرِ عرصۂ دہر کیوں اُسے خوفِ روزِ حساب کیا

تیری عظمتوں کے نشاں کبھی نہ مٹیں گے یورشِ کفر سے
یمِ بے کراں سے الجھ سکے گی حقیر جوئے کم آب کیا

یہ مری نظر کا قصور ہے کہ تُو پاس رہ کے بھی دُور ہے
یہ مرا ہی شوق ہے درمیاں تجھے احتیاطِ نقاب کیا

جو ترے جمال میں کھو گیا۔ ہوا بے نیازِ غمِ جہاں
وہ رہینِ سُود و زیاں ہو کیوں کہ عذاب کیا ہے ثواب کیا

کہاں تُو کہ باعثِ کُن فکاں کہاں فکرِ ثاقبِ نیم جاں
بھلا مدحتِ شہِ انس و جاں کرے مجھ سا خانہ خراب کیا

نعتِ محبوبِ خُدا

سلام اُن پر درود اُن پر زبان پر آیا ہے نام جن کا
مِرے تخیّل کی رفعتوں سے بُلند تر ہے مقام جن کا

اُنہی کے فیضِ کرم سے علم و ادب کے چشمے اُبل رہے ہیں
مثالِ قرآں زبانِ عالم پہ آج تک ہے کلام جن کا

بروزِ محشر خدا کی رحمت اُنہی پہ سایہ کرے گی آکر
جُنوں نے بڑھ کر لکھا دیا ہے ترے شہیدوں میں نام جن کا

اُنہی کی مستی ہے میکدوں میں اُنہی کا چرچا ہے میکشوں میں
بِلا تامل رواں ہے اب تک تمام رِندوں میں جام جن کا

ہمارے دِل کا تو پوچھنا کیا انہی کا قائل انہی پہ مائل
بلند رُتبہ ہے بادشاہوں سے ایک ادنیٰ غلام جن کا

اُنہی کے قانونِ زندگی سے نظام ہیں زندگی کے قائم
نہیں ہے گرچہ جدید پھر بھی جدید تر ہے نظام جن کا

وہ نور دیکھو ظہور دیکھو، جمال دیکھو کمال دیکھو
وہی ہیں عقبہ میں میرِ محفل سُنا تھا دنیا میں نام جن کا

اُنہی کے پیغامِ ضو فشاں سے چھٹیں گی تاریکیاں جہاں کی
عرب کے ظلمت کدوں میں پہلے کبھی تھا گونجا پیام جن کا

نہیں یہ جراءت تو اور کیا ہے میں اُنکی توصیف کر رہا ہوں
خدا نے ذوقِ طلب میں ثاقب کیا ہے خود احترام جن کا

آمنہؓ کا لال

جو تیرا ہو وہ تیرے سوا کس کو پکارے
سن اے میری کمزور اُمیدوں کے سہارے

اے شاہِ دو عالمؐ مری کشتی کو بچا لے
منجدھار ہے اور دُور ہیں دریا کے کنارے

پُر نور ہوئی تجھ سے عرب کی شبِ تاریک
تُو چاند تھا اور تھے ترے اصحابؓ ستارے

اب تیرے سوا کون انہیں زندہ کرے گا
دم توڑ گئے راہ میں آلام کے مارے

پھر زلفِ حیات آج پریشان ہے مولےٰ
اس کو تیرے شانے کے سوا کون سنوارے

اِک بار پھر اُمّت پہ وہ شفقت کی نگاہیں
اے آمنہؓ کے لال حلیمہؓ کے دُلارے

ثاقبؔ کو بھی دُھن ہے یہی اے شاہِ مدینہ
ان آنکھوں سے دیکھے کبھی بطحا کے نظارے

○

طوافِ شمع

حسین یاد

○

آئی ہے یاد آج پھر اُس حق پرست کی
جس نے حریمِ عرشِ بریں کو ہلا دیا

جس نے حیاتِ تازہ کے نغمے الاپ کر
مُردوں کو زندگی کا قرینہ سکھا دیا

صدق و صفا کی شمعیں جلائیں کچھ اسطرح
اِک قادیاںؔ تو کیا یہ جہاں جگمگا دیا

ڈالی جو خاک پر کبھی مچلی ہوئی نگاہ
ہر ذرّۂ حقیر کو سونا بنا دیا

بھر کر دِلوں میں ذوقِ یقیں ذوقِ حُرّیت
روندے ہوؤں کو عرش کا تارا بنا دیا

اپنے ہی گردوپیش سے فرصت نہ تھی جنہیں
سارے جہاں کے درد کا چسکا لگا دیا

اللہ رے اُس جری کے عزائم کی آب و تاب
طوفاں ٹھہر گئے وہ اگر مُسکرا دیا

میں اس حسین یاد کو دل میں بساؤں گا
اک لازوال نقشِ محبّت بناؤں گا

شمعِ شوق

نظر نظر میں لئے جان و دل کے نذرانے
طوافِ شمع کو پھر آ گئے ہیں پروانے

جبیں پہ گردِ رہِ عشق، دل میں نُور و سرور
ہیں آسمانِ عقیدت پہ آج دیوانے

جہانِ درد ۔ لرزتی ہوئی صداؤں میں
محبّتوں کے خزانے ۔ دِلوں کے کاشانے

مصافحوں میں لپک اور معانقوں میں خلوص
عطا کیا ہے عجب سوز انہیں مسیحاؑ نے

وہ لوگ آئے ہیں آنکھوں میں شمعِ شوق لئے
جنہیں نہ پوچھا کبھی کم نگاہ دنیا نے

زمینِ ربوہ کو سجدوں سے ناپنے کیلئے
مچل رہے ہیں جبینوں میں پاک نذرانے

کس اہتمام سے "اِک شمعِ انجمن" کے لئے
وفا کے نور میں ڈوبے ہوئے ہیں پروانے

یہ تین دن بھی عجب رحمتوں کے دن ہوں گے
کِھلیں گے دیدہ و دل میں گُلوں کے پیمانے

شرابِ نور سے دھولو دل و نظر ثاقب
نصیب ہوں کہ نہ ہوں پھر یہ دن خدا جانے

دعاؤں میں یاد رکھنا

محبتوں میں ڈھلی ہوئی کیف زا نواؤں میں یاد رکھنا
منجھی ہوئی سوز و سازِ اُلفت کی التجاؤں میں یاد رکھنا
دلوں کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی نداؤں میں یاد رکھنا
دیارِ احمدؑ میں رہنے والو! ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا

خرد کے ہوش آفریں مناظر میں محو ہو کر بھلا نہ دینا
سرورِ نغماتِ بربطِ زندگی میں کھو کر بھلا نہ دینا
بھلا نہ دینا تجلیوں سے ڈھلی فضاؤں میں یاد رکھنا
دیارِ احمد میں رہنے والو! ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا

خدا کی بستی کے پاسباں ہو خدا تمہارا معین و ناصر
تمہیں حقیقت میں کامراں ہو خدا تمہارا معین و ناصر
اُٹھیں جو مینار کی بلندی سے ان صداؤں کو یاد رکھنا
دیارِ احمد میں رہنے والو! ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا

کلامِ ایزد ہوا تھا نازل جہاں فضاؤں میں تم وہاں ہو
وہ ماہِ نو کھیلتا تھا جن نقرئی ضیاؤں میں تم وہاں ہو
زراہِ الطاف تیرہ بختوں کو بھی ضیاؤں میں یاد رکھنا
دیارِ احمد میں رہنے والو ! ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا

جہاں نشیب و فراز پر شعورِ فطرت کی نقش کاری
ریاضِ جنّت کی نزہتوں میں بسی ہوئی ہیں ہوائیں ساری
بہشت کی ہاں ! انہی تقدس بھری ہواؤں میں یاد رکھنا
دیارِ احمد میں رہنے والو ! ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا

ہماری تقدیر میں فراق اور تمہیں وصالِ حبیب حاصل
کہاں کوئی خوش نصیب ایسا جسے ہو ایسا نصیب حاصل
یہ التجا بس شبوں کی درد آفریں فضاؤں میں یاد رکھنا
دیارِ احمد میں رہنے والو ! ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا

جس نے اسلام کی عظمت کا علم لہرایا

چشمِ میگوں میں یہ دلدوز سی حسرت کیا ہے
روئے روشن پہ پریشان سی نکہت کیا ہے

تجھ کو دیکھا تو مجھے دل کو قرار آ ہی گیا
تیری بیمار نگاہوں میں بھی برکت کیا ہے

جو کبھی دیکھ چکی ہوں تیری سطوت کا کمال
اُن نگاہوں میں بھلا دنیوی شوکت کیا ہے

کجکلاہوں کی جبینوں کو نگوں دیکھا ہے
فقر کی قلبِ دو عالم پہ حکومت کیا ہے

شمعِ افسردہ ہو پروانوں کی حالت معلوم؟؟
جانے اس کرب میں مالک کی مشیّت کیا ہے

جس نے اسلام کی عظمت کا عَلَم لہرایا!
جس نے بتلایا کہ باطل کی حقیقت کیا ہے

جس نے ہر سانس لیا دینِ محمدؐ کے لئے
اس کی ہستی کے سوا میری ضرورت کیا ہے

میرے معبود! ابھی خام ہے عزمِ رَہرو
میرے مسجود ابھی زعم جسارت کیا ہے

تیری دہلیز پہ جُھک جُھک کے دعائیں مانگوں
اس سے بڑھ کر مجھے طاقت مجھے قدرت کیا ہے
"ساری دنیا کے مریضوں کو شفا دے یارب
آج معلوم ہوا ہے کہ علالت کیا ہے"

پیمانِ شاعر۔ رُوحِ مصلحِ موعود سے

تُو نے کی مشعلِ احساس فروزاں پیارے — دل بھلا کیسے بھلا دے ترا احساں پیارے
رُوحِ پژمردہ کو ایماں کی جلائیں بخشیں — اَور انوار سے دھو ڈالے دل و جاں پیارے
ولولوں نے ترے ڈالی مہ و انجم پہ کمند — تُو نے کی سطوتِ اسلام درخشاں پیارے

اب وہی دینِ محمدؐ کی قسم کھاتے ہیں
تھے جو مشہور کبھی دشمنِ ایماں پیارے

پہلے بخشا مرے بہکے ہوئے نغموں کو گداز — پھر مری رُوح پہ کی درد کی افشاں پیارے
مجھ کو بھولے گی کہاں وہ تری بھرپور نگاہ — جگمگا اٹھا تھا جب فکر کا اَیواں پیارے
اب نگاہیں تجھے ڈھونڈیں بھی تو کس جا پائیں — جانے کب پائے سکوں پھر دلِ ویراں پیارے
کون افلاک پہ لے جائے یہ رُودادِ اَلم — تیرا متوالا ابھی تک ہے پریشاں پیارے

رُوح پھرتی ہے بھٹکتی ہوئی ویرانوں میں
دِل ہے نیرنگیٔ افلاک پہ حیراں پیارے

شکر ایزد کہ تری آغوش کا پالا آیا
اپنے دامن میں لئے دولتِ عرفاں پیارے

فکر میں جسکے سرایت تری تخیُّل کی ضو
گفتگو میں بھی وہی حُسن نمایاں پیارے

جس کی ہر ایک ادا "نافلۃ لک" کی دلیل
جسکی ہر ایک نوا درد کا عنواں پیارے

دیکھ کر اُسکو لگی دل کی بُجھا لیتا ہوں
آنیوالے پہ نہ کیوں جان ہو قرباں پیارے

تیری اِس شمع کا پروانہ صفت ہوگا طواف
تیرے ثاقب کا ہے اب تجھ سے یہ پیماں پیارے

نشانِ صبحِ سعادت تھی اُسکی لوحِ جبیںؒ

○

برس گزر گئے لیکن وہ بھولتا ہی نہیں
وہ دور ہو کے بھی رہتا ہے میرے دل کے قریں

نفس نفس میں جلاتی ہے اس کی یاد دیئے
بچھڑ گیا ہے وہ مجھ سے کروں میں کیسے یقیں

بسا ہوا ہے وہ خوشبو کی طرح سانسوں میں
غمِ حبیب امانت ہے۔ میری رُوح امیں

ؒ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد نور اللہ مرقدہٗ کی یاد میں

نظر میں رہتا ہے یوں تو ہجوم چہروں کا
مگر نگاہ نے دیکھا نہ کوئی اُس سا حَسیں

اُسی کا پیار ہے شبنم سلگتی آنکھوں کی
اُسی کی یاد میں ڈوبا ہوا ہے قلبِ حزیں

وہ جانتا تھا ہر اِک دل کو جیتنے کا فن
ادائے خندہ لبی اُسکی تھی سحر آگیں

وہ تھا مکارمِ اخلاق کا حسیں پیکر
رہا شدائدِ حالات میں بھی خندہ جبیں

خلاف شرع نہ سرزد ہوا عمل اُس سے
تھی اُس کے پیشِ نظر آبروئے دینِ متیں

نسیمِ صبح کی مانند تھا سفر اُس کا
قدم اٹھاتا تھا جب پاؤں چومتی تھی زمیں

کُھلا ہوا تھا صداقت کا نور آنکھوں میں
نشانِ صبحِ سعادت تھی اُسکی لوحِ جبیں

مَیں اس کا لُطفِ کریمانہ کیسے بھُولوں گا
کہ اُس سے مجھ کو مِلا اپنے شعر و فن کا یقیں

وہ اب بھی دیتا ہے اِس دل کو حوصلہ ثاقبؔ
اگرچہ ہو گیا وہ شخص کب کا خُلد نشیں

قلم کے رُوپ میں بخشی گئی بہار مجھے

اگلے دن بہ کمال شفقت و محبت سیدی و محبوبی حضرت مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ الثالث نے اس بے نوا کو "تین قلم" عطا فرمائے تو بے ساختہ رباب شعر سے تشکر و وجدان کی لرزشیں پھوٹنا شروع ہو گئیں۔ یہ چند شعر اُسی وجدان و امتنان کا ہلکا سا عکس ہیں۔ (ثاقب)

دیارِ نُور سے خط کا جواب لایا ہے
پیامبر کرم بے حساب لایا ہے

جبینِ خط ہے جمالِ سحر کی تابانی
ہر ایک حرفِ حسیں آفتاب لایا ہے

مرے خیال و تصور کی روشنی کیلئے
بہ احتیاط بڑی آب و تاب لایا ہے

عبادتوں کے چمن سے پیامبر میرا
کچھ اَور جرأتِ کارِ ثواب لایا ہے

وہ جس سے رُوح میں ہوتی ہیں زینتیں بیدار
وہی دمکتا مہکتا گلاب لایا ہے

بساطِ شوق، سرِ عجز، کعبۂ تاباں
جلا ملی ہے انہی تین پہلوؤں کو مرے
مرے حضور نے بھیجے ہیں مجھکو "تین قلم"
قلم ہے قاتلِ "فسق و فجور" و "مکر و ریا"

یہ تین پہلو مری زندگی، مرا ارماں
ہزار حرفِ تشکر ہوئے ہیں وردِ زباں
عطائے خاص میں ثاقب یہ رمز ہے پنہاں
قلم ہے "چارہ گرِ زخم عسرتِ دوراں"

قلم کے جلوۂ تخلیق سے ملے مجھ کو
شعور و فکر کی تابندہ وسعتوں کے نشاں

رُخِ حیات کے ہر نقش کو نکھاروں گا
بساطِ صدق و صفا پر بڑی عقیدت سے
جو سو رہی ہے یہ آغوشِ معصیت اب تک
قلم سے، زورِ طبیعت سے، روشنائی سے
قدم قدم پہ میں آدابِ آدمیت کو

بہ عہد و عزم ہر اک رہگزر سنواروں گا
خلوص و مہر کے خورشید بھی اُتاروں گا
صریرِ خامہ سے اس رُوح کو پکاروں گا
ورق ورق پہ نقوشِ وفا سنواروں گا
غبارِ تیرہ و تاریک سے اُبھاروں گا

قلم کی عظمت و تقدیس سے ہے پیار مجھے
قلم کے روپ میں بخشی گئی بہار مجھے

بقا عدل کی ہے بقائے خلافت

سُنی ہم نے جس دم نوائے خلافت
ہوئے جان و دِل سے فدائے خلافت

ہمیں خلدِ ربوہ کی پہنائیوں میں
نظر آ رہی ہے ردائے خلافت

ہے عرفانِ اسلام ہر سمت جاری
فلک گیر ہے اب صدائے خلافت

زمانے کی رفتار یہ کہہ رہی ہے
بقا عدل کی ہے بقائے خلافت

کسی کے لبوں پر قصائد جہاں کے
ہمارے لبوں پر ثنائے خلافت

رہے حشر تک وہ ثنا خوان اس کا
جسے اپنا جلوہ دکھائے خلافت

بصیرت جسے دے وہ ربِّ دوٗ عالم
وہی باندھتا ہے ہوائے خلافت

اندھیرے گھروں میں اُجالے ہوئے ہیں
گئی ہے کہاں تک ضیائے خلافت

خلافت سہارا ہے ہم غمزدوں کا
اِسے رکھ سلامت خدائے خلافت

جسے رُوح تسلیم کرتی ہے ثاقب
وہی آج ہے رہنمائے خلافت

فریاد

اَلَم گزیدہ ہیں دامانِ دل دریدہ ہیں
تیرے حضور میں آئے ہیں غم رسیدہ ہیں

دِلوں کی بات زبانوں پہ آ نہیں سکتی
مثالِ موجِ ہوا رنگِ رُخ پریدہ ہیں

عجیب رنگِ بہاراں ہے میرے دل کی طرح
چمن کے پھول بھی افسردہ خون چکیدہ ہیں

متاعِ کوچہ و بازار، دیں ہے جن کے لئے
جہاں میں آج وہی لوگ برگزیدہ ہیں

نہ کوئی خوف دِلوں میں ۔ نہ احترام ترا
ہیں بے لگام زبانیں، دہن دریدہ ہیں

تیرے کلام کی خدمت بھی ناروا ٹھہری
مزاجِ اہلِ زمانہ سے آبدیدہ ہیں

نگاہِ لطف بکن ۔ حالِ ما مپرس زما
کہیں تو کیسے کہیں ہم زباں بریدہ ہیں

جو ربطِ خاص ہے تجھ سے کسی کو کیا معلوم
عدو سمجھتا ہے ہم آہِ نارسیدہ ہیں

تُو اپنے لُطف و کرم سے نواز دے آقا
جہاں کے لطف و کرم سے بہت کبیدہ ہیں

فلک کے کاہکشاں تیرے حسن کا پَرتو
یہ حرف و صوت جہاں سب تیرا قصیدہ ہیں

جھکا سکی نہ ہمیں کوئی جبر کی آندھی
تیرا کرم ہے۔ کہ اب تک بھی سر کشیدہ ہیں

زمانہ کچھ بھی کہے ہم انہی کے ہیں ثاقبؔ
خدا کے بعد جو ہر شَے سے برگزیدہ ہیں

ہم دیوانے

دیوانے بھلا کب رُکتے ہیں رستے میں کھڑی دیواروں سے
ہم ہنستے کھیلتے گزریں گے طوفانوں سے منجدھاروں سے

صحراؤں کے تپتے سینے پر ہیں ثبت ہمارے نقشِ قدم
گلزار بنا کر کھیلتے ہیں ہم جلتے ہوئے انگاروں سے

آنکھوں میں چھلکتے رہتے ہیں تسلیم و رضا کے میخانے
خود بڑھ کے گلے مل لیتے ہیں ہم چلتی ہوئی تلواروں سے

اُٹھے ہیں جو منزل کی جانب بڑھتے ہی چلے جائیں گے قدم
مرعوب نہ ہوں گے دل والے حالات کی اِن یلغاروں سے

بیمار تمدن کو ہم نے بخشی ہے نئی اِک تاب و تواں
دنیا کو محبت کرنا بھی سکھلایا ہے غم کے ماروں سے

صدیوں کے پرانے خوابوں کو ہم نے زندہ تعبیریں دیں
خوابیدہ فضائیں جاگ اُٹھیں اُبھریں جو اذاں میناروں سے

افلاک پہ روحِ ناصرؔ دیں جھوم اٹھی فرطِ مسرت سے
جب آئی نویدِ فتح و ظفر اسپین کے لالہ زاروں سے

دِل تو ہے وہ نازک آئینہ جو بارِ سُخن بھی سہہ نہ سکے
فرمائیں نہ بس تکلیفِ کرم کہہ دے یہ کوئی غمخواروں سے

جس در کے گداؤں کے آگے فغفورِ زمانہ جھکتے ہوں
اُس در کے گدا کو کیا لینا اس دُنیا کے درباروں سے

ثاقبؔ یہ کرم بھی کیا کم ہے ناصرؔ جو لیا طاہر بخشا
ورنہ دیوانے مر جاتے سر ٹکرا کر دیواروں سے

وقت آنے دو

رعنائیاں ہر سُو بکھریں گی گیسوئے سحر لہرانے دو
پُر نُور سویرا پھوٹے گا یہ ظلمتِ شب ڈھل جانے دو

تم اپنی وفا پہ دیوانو! بھولے سے بھی حرف نہ آنے دو
جو تم کو بُرائی دیتے ہیں تم اُنکو پیار خزانے دو

ہم جور و جفا کے خوگر ہیں، بدلیں گے نہ اپنی خوئے وفا
ہم پیار کی شمعیں جلائیں گے نفرت کو زور دکھانے دو

تزئینِ گلستاں کر لیں گے پھر خونِ دل و جاں سے اپنے
ہم آبلہ پاؤں کو پہلے کانٹوں کی پیاس بجھانے دو

یہ سچے عشق کی باتیں ہیں خوش بختی کی معراج ہے یہ
وہ لُطفِ مجسّم جب بھی کہے جانوں کے بھی اب نذرانے دو

جذبات کا خوں کرتے کرتے اِک عمر گزاری ہے ہم نے
خاموش نگاہوں کو اب تو اِس دل کا حال سنانے دو

ناموسِ دیں کا تحفظ بھی اس دَور میں ایک خطا ٹھہری
یہ قاضیٔ شہر کا فتویٰ ہے اس جُرم کے بھی جرمانے دو

دلِ خوفِ خدا سے خالی ہیں، ہوتی ہے تجارت مذہب کی
مذہب کے اجارہ داروں کو آئینہ ذرا دکھلانے دو

اِک موج بہا لے جائیگی سب ریت پہ لکھی تحریریں
اس مالک کے ہاں دیر تو ہے اندھیر نہیں وقت آنے دو

ہر شخص پکارے گا اِک دن ہر لب پہ یہی نعرہ ہوگا
ماحول کے چہرے سے ثاقبؔ بادل تو ذرا چھٹ جانے دو

"یا صِدقِ محمدؐ عربی ہے یا احمد ہندی کی ہے وفا
باقی تو پرانے قصّے ہیں زندہ ہیں یہی افسانے دو"

پہلے تصحیح کر لیجئے

صفحہ ۲۰ پر آخری مصرعہ میں گزرہی کی بجائے ''گزر رہی'' ہے۔

صفحہ ۴۱ پر سب سے پہلے مصرعہ میں حرف ''ر'' غائب ہے ''رحمتوں''۔

صفحہ ۴۹ پر ''ہمیشہ برق گری'' ہے۔

صفحہ ۵۲ پر سب سے پہلے مصرعہ میں ''آزاد ہو رہا ہوں''۔

صفحہ ۱۰۹ پر تیسرے بند میں ان صداؤں ''میں''۔

صفحہ ۱۱۰ پر دوسرے بند میں جہاں نشیب و فراز پر ''ہے''۔

صفحہ ۱۱۴ پر تخیل کی بجائے ''تخیُل''۔